تقریب حلف برداری عہدیداران آزاد جموں وکشمیر سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن بمقام میرپور مورخہ 24 جنوری 2015ء میں جناب چیف جسٹس آزاد جموں وکشمیر، جسٹس محمد اعظم خان کا خطاب۔

.....

محترم ومکرم میرے بھائی جج صاحبان عدالت عظمیٰ،
محترم و مکرم چیف جسٹس صاحب و جج صاحبان عدالت العالیہ،
ممبران ڈسٹرکٹ جوڈیشری،
محترم چئیرمین احتساب بیورو،
چیف پراسیکیوٹر احتساب بیورو،
راجہ انعام اللہ خان صاحب، صدر سپریم کورٹ بار،
عہدیداران سپریم کورٹ بار،
وائس چئیرمین آزاد جموں وکشمیر بار کونسل وممبران بار کونسل،
صدر صاحب وعہدیداران ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن،
صدر صاحبان وعہدیداران ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشنز وتحصیل بار ایسوسی ایشنز،
محترم لاء آفیسرز،
سینئر وکلاء صاحبان۔۔۔۔

السلام علیکم!

محترم صدر صاحب وعہدیداران سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن! میں اس تقریب میں مدعو کیے جانے پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وکلاء کی کسی تقریب میں شمولیت میرے لیے ہمیشہ باعث فخر رہا ہے۔ ایسی تقریبات میں

شرکت سے ہمیشہ اپنائیت اور گھر کے ماحول کا احساس ہوتا ہے کیونکہ ایک جج پہلے وکیل ہوتا ہے اور جج بعد میں بنتا ہے۔ ایسی تقریبات ہمیشہ بینچ اور بار کے درمیان رشتوں کو مضبوط کرتی ہیں اور Administration of Justice سے متعلق تمام مسائل کو سمجھنے کیلئے مددگار ہوتی ہیں۔

میں آزاد جموں وکشمیر سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے نومنتخب عہدیداران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ پر ایک طرف تو یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بار ممبران اور پیشہ قانون سے منسلک افراد کے مجموعی مفاد کے تحفظ کے لئے کام کریں تو اس کے ساتھ ساتھ آپ پر اس بات کی بھاری ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ ملک میں قانون کی حکمرانی، آئین کی بالادستی اور فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کے لئے بھی اقدامات کریں۔

انصاف کی فراہمی میں بار ایسوسی ایشنز کاہمیشہ کلیدی کردار رہا ہے بلکہ آزادوطاقتور بار ایسوسی ایشنز کی عدم موجودگی میں قانون کی حکمرانی (Rule of Law) کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ریاست کی لامتناعی طاقت کے بے رحمانہ استعمال کا مقابلہ کرنا کسی فرد واحد کے بس کی بات نہ ہے۔ صرف پیشہ قانون سے منسلک افراد اور بار ایسوسی ایشنز ہی افراد کے بنیادی حقوق کا دفاع کر سکتی ہیں۔ قانون کی حکمرانی قائم کرنے کے لیے ایک آزاد عدلیہ اور آزاد وطاقتور بار لازم وملزوم ہیں۔ ایک طاقتور بار کی عدم موجودگی میں آزاد عدلیہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تاریخی طور پر ہمیشہ بار ایسوسی ایشنز نے جمہوریت، بنیادی حقوق اور آزاد عدلیہ کے قیام اور تحفظ کے لیے نہ صرف کلیدی کردار ادا کیا ہے بلکہ ہمیشہ ہراول دستہ کا کردار ادا کرتی رہی ہیں۔

مغرب میں سائنس کی بے پناہ ترقی نے دنیا کے مختلف ملکوں کے درمیان فاصلے سمیٹ دئیے ہیں اور Global Village کی اصطلاح درست طور پر استعمال کی جا رہی ہے۔ گزشتہ زمانہ میں ذرائع رسل ورسائل کی کمی تھی۔ دنیا

میں کوئی واقعہ رونما ہونے کے کئی عرصہ بعد لوگوں کو اس کا علم ہوتا تھا مگر آج ہم گھر بیٹھے ہزاروں میل دور رونما ہونے والے واقعات کو نہ صرف براہ راست دیکھ رہے ہوتے ہیں بلکہ اس سے متاثر بھی ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں ہمیں ایک طرف تو ترقی یافتہ ممالک میں ان کے شہریوں کو مہیا کی گئی سہولیات، حاصل بنیادی حقوق، ان ممالک میں رائج نظام اور good governance نظر آتی ہے تو دوسری طرف تیسری دنیا کے بیشتر ممالک میں mal-administration اور حقوق کی پامالی بھی نظر آتی ہے۔ قانون کی حکمرانی کا تصور آج کی دنیا میں ناگزیر وصف اور آزاد خیال جمہوری نظام کا جوہر ہے جس کی بنیاد فرد کی آزادی اور برابری پر استوار ہے۔ یہ فرد اور ریاست کے درمیان ایک ثالث بھی ہے۔ اپنی ثالثی کے کردار میں قانون کی حکمرانی مطلق طاقت کی حامل ریاست سے فرد کی شہری آزادیوں کا تحفظ کرتی ہے اور اس سلسلہ میں ریاست اور عوام کے درمیان ایک تعلق تشکیل دیتی ہے۔

معزز حضرات! آزاد جموں وکشمیر کے عدالتی نظام میں ابتداء میں تو ڈسٹرکٹ جوڈیشری اور ہائی کورٹ کو دیوانی اور فوجداری اختیارات ہی حاصل تھے۔ Azad Jammu & Kashmir Government Act, 1970 میں پہلی دفعہ بنیادی حقوق مہیا کیے گئے اور Azad Jammu & Kashmir Interim Constitution Act, 1974 میں عدالت العالیہ کو دفعہ 44 کے تحت پروانہ رٹ جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جس کو عدالت العالیہ ، عدالتی نظرثانی (Judicial Review) کے لیے استعمال کرتی ہے۔ آزاد جموں وکشمیر عدالت عظمیٰ بنیادی طور پر عدالت اپیل ہے اور عدالتی نظرثانی (Judicial Review) کے اختیار کو ان معاملات میں استعمال کر سکتی ہے جو اپیل میں اس کے سامنےاٹھائے جائیں۔آئین میں اختیارات کی واضح تقسیم موجود ہے جو معاشرہ میں توازن کا باعث ہے۔ ریاست کے مختلف اداروں انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ کے درمیان تقسیم اختیارات کی گئی ہے۔ مقننہ کی ذمہ داری قوانین تشکیل دینا،

انتظامیہ کا کام ان قوانین پر عملدرآمد کروانا جبکہ عدلیہ اپنی حدود میں رہتے ہوئے ان قوانین کی تشریح کرتی ہے۔ اگر کوئی ادارہ اپنی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے تو دوسرے ادارے کو اختیار ہے کہ اس سے تجاوز کو روکے۔ عدلیہ کے پاس آئینی اختیار ہے اور عدلیہ پر لازم ہے کہ جب بھی کوئی ادارہ اپنی آئینی حدود سے تجاوز کرے تو وہ عدالتی نظرثانی کے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اس میں مداخلت کرے۔

معزز حضرات! بنیادی حقوق مختلف ملکی و بین الاقوامی قوانین میں موجود ہیں۔ ایسے قوانین کی پاسداری ریاست کی ذمہ داری ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ایسے حقوق کو سلب نہ کرے، نہ ان میں مداخلت کرے اور ان حقوق کا احترام کرتے ہوئے انفرادی آزادی اور اجتماعی آزادیوں جیسے شخصی آزادی، غیرقانونی حراست سے امتناع، بیگار، اجتماع کا حق،جائیداد کا حق، آزادی تحریروتقریر اور مذہبی آزادی کا تحفظ کرے اور کوئی بھی ایسا قانون نہ بنائے جو آئین میں دئیے گئے بنیادی حقوق کے منافی ہو۔ ایکٹ 1974ء کے نفاذ کے ساتھ ہی ہماری عدالتوں نے عدالتی نظرثانی کا استعمال شروع کر دیا۔ اگرچہ یہ نیا اختیار تھا اس کے باوجود ضررگزیدہ افراد کو عدالتی نظرثانی کا اختیار استعمال کرتے ہوئے ان کا حق دلوایا گیا اور ریاست کے غیرقانونی اقدامات اور بنیادی حقوق کے منافی قوانین کو کالعدم قرار دیا گیا۔ ایسے کیسز کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

معزز حضرات! فوری اور سستے انصاف کی فراہمی عدالتوں کے بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ ہماری عدلیہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سے لے کر سول جج تک بطور ایک اکائی کے کام کر رہی ہے۔ گزشتہ کئی سال سے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ عدالتی نظام کی بہتری کے لئے مربوط کوششیں کر رہی ہیں۔ ایک جج صرف اس وقت اپنے عدالتی فرائض بطریق احسن سرانجام دے سکتا ہے جب اسے مناسب *working conditions* اور *conducive* ماحول مہیا کیا جائے۔ ہماری ڈسٹرکٹ جوڈیشری مناسب سہولیات کی کمی کے باوجود اپنےفرائض احسن طریقہ سے

سرانجام دے رہی ہے۔ ہم باہم کوششیں کر رہے ہیں کہ مقدمات طوالت کا شکار نہ ہوں۔ بدلتے ہوئے معاشرتی، قومی و بین الاقوامی حالات کے تناظر بالخصوص دہشت گردی سے انسانیت کو بچانے کے لیے عدلیہ اور بار کے لیے مقدمات کا جلد یکسو کیا جانا ایک چیلنج اور قومی فریضہ بن گیا ہے۔ بدلتے ہوئے حالات میں عدلیہ وبار کا کردار بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اگر ہم نے اپنا کردار کماحقہ ادا نہ کیا تو عدلیہ وبار کے اداروں کے وجود کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ مقدمات کے انفصال میں اگر طوالت ہے تو اس کی ذمہ دار عدلیہ نہ ہے بلکہ مختلف ایسے عوامل ہیں جو عدلیہ کے اختیار سے باہر ہیں۔ مختلف قوانین میں پائے جانے والے سقم مقدمات کی طوالت کا باعث ہیں۔ موثر قانون سازی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مقدمات کی طوالت کا ایک بڑا سبب ججز کی کمی ہے۔ پاکستان میں National Judicial Policy-Making Committee نے معیار مقرر کر رکھا ہے کہ ایک جج کے پاس ایک وقت میں 300 سے زائد مقدمات نہیں ہونے چاہئیں۔ کچھ عرصہ قبل تک میرپور کے سینیر سول جج کے پاس چار ہزار کے لگ بھگ مقدمات تھے۔ چیف جسٹس عدالت العالیہ کی کاوشوں سے ایک مزید سول جج میرپور میں تعینات ہوا ہے۔ چند دن قبل ڈسٹرکٹ وسیشن جج صاحب میرپور بتا رہے تھے کہ تینوں سول جج صاحبان کے پاس 2/2 ہزار مقدمات ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں مقدمات ایک جج کے پاس ہونے پر ہم کسی جج کو کیسے مقدمہ کی طوالت کا ذمہ دار قرار دے سکتے ہیں۔

میرے بھائی چیف جسٹس غلام مصطفیٰ مغل نے بطور چیف جسٹس عدالت العالیہ نظام کی بہتری کے لیے بے پناہ کوششیں کی ہیں۔ نئی عمارات، مزید ججز اور جج صاحبان کی رہائش کے لیے عمارات جیسے مسائل کو نہ صرف حکومت آزادکشمیر بلکہ پاکستان کی National Judicial Policy-Making Committee کے سامنے بھی اٹھایا اور پاکستان کی Finance Division کو ہدایت جاری کروائیں کہ آزادکشمیر میں عدالتی انفراسٹرکچر (infrastructure) کے لیے خصوصی فنڈز مہیا کیے جائیں۔

زلزلہ میں مظفرآباد میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی عمارات بری طرح متاثر ہوئیں جو ماہرین تعمیرات کی رپورٹ ہاء کے مطابق قابل استعمال نہیں ہیں اور کسی بڑے حادثہ کا سبب بن سکتی ہیں۔ طویل دورانیے کی خط وکتابت کے بعد سپریم کورٹ کی عمارت کی retrofitting ہو رہی ہے جبکہ ہائی کورٹ کی عمارت کی retrofitting کا کام ابھی شروع ہونا ہے۔ مظفرآباد میں ڈسٹرکٹ کورٹس کے لیے بالآخر جگہ الاٹ کر دی گئی ہے۔ نئی عمارات کی تعمیر ہونی ہے۔ راولاکوٹ میں دسٹرکٹ کورٹس کمپلیکس تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جس میں ضلعی عدالتوں کے علاوہ سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور شریعت کورٹ کی عمارات اور ریسٹ ہاوس بھی شامل ہے جبکہ میرپور اور کوٹلی میں ہائی کورٹ اور شریعت کورٹ کی عمارات کی تعمیر کے لیے PC-I کی حتمی منظوری ہو چکی ہے۔ اگلے ماہ میں ٹینڈر ہونے کی توقع ہے جبکہ ڈسٹرکٹ کورٹس میرپور کے لیے ایک مکمل Complex تعمیر کرنے کے منصوبہ پر بھی paper-work تکمیل کے مراحل میں ہے۔ مزید برآں سپریم کورٹ میرپور کی عمارت کی توسیع کا کام جاری ہے جبکہ ریسٹ ہاوس تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

معزز حضرات! سپریم کورٹ پرنسپل سیٹ مظفرآباد میں 2012ء سے پہلے کا کوئی مقدمہ موجود نہیں۔ 2013ء کے چند مقدمات اور بیشتر مقدمات 2014ء کے ہیں جبکہ میرپور برانچ رجسٹری میں 2012ء سے پہلے کے چند مقدمات ہیں، کچھ مقدمات 2012-13 کے اور بیشتر مقدمات 2014ء کے ہیں۔ مقدمات کا disposal وکلاء کے تعاون کے بغیر ممکن نہ تھا۔ عدالت العالیہ، شریعت کورٹ اور ماتحت عدالتوں میں مقدمات کا backlog ختم ہو چکا ہے۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آزادکشمیر کی عدلیہ آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی، Administration of Justice اور فوری اور سستے انصاف کے لیے کوششیں کر رہی ہے اور توقع رکھتی ہے کہ پہلے کی طرح

آئندہ بھی ان مقاصد کے حصول کے لیے بار ایسوسی ایشنز اپنا کردار ادا کرتی رہیں گی۔

آپ سب کاشکریہ!